حقیقی وفا کی تلاش

تصنیف: مفتی محمد زاہد محمود مدنی

Whatsapp : 00447774039331

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عنوان ☜ حقیقی وفا کی تلاش

تصنیف ☜ مفتی محمد زاہد محمود مدنی

پاکستانی ایڈریس ☜ چکنمبر 649 گ ب جڑانوالہ

حال مقیم ☜ Burnley Lancashire England

وٹس ایپ نمبر	00447774039331

وفا کسے کہتے ہیں؟

کہاں سے ملتی ہے؟

کون اسے پاسکتا ہے؟

کیا کوئی چاہتا ہے وفا کو؟

کوئی جانتا ہے وفا کو؟

اگر ہے تمنا جاننے کی۔۔۔ کہ حقیقی وفا کس مکتب سے ملتی ہے؟

کوئی رہبر وفا کا چاہیئے؟

جس کی وفا بے لوث ہو!

۔۔۔بے غرض ہو!!!

بنا لالچ کے ہو!

تا ابد ہو، اسے کبھی زوال نہ آئے! نہ اس میں کوئی کمی آئے!

۔۔تو۔۔۔۔۔۔ آیئے۔۔۔ میں بتاتا ہوں۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے اور پھر لڑکپن تک پہنچتا ہے، لڑکپن سے جوانی کی دہلیز میں قدم رکھتا ہے، جوانی سے بڑھاپے کی جانب جھکتا ہے، پھر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس جہان رنگ و بو کو خیر آباد کہ کر اس جہان کے نظاروں سے آنکھیں پھیر لیتا ہے، اس تمام عرصے میں انسان پر مختلف اوقات اور مختلف احوال آتے ہیں ان تمام اوقات واحوال میں اگر کوئی حقیقی وفادار ہے تو وہ دین اسلام ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ جب انسان نے دنیا میں آنا ہے تو عزت کے ساتھ آئے کوئی اسے پیدائش کی اصل میں طعنہ زنی کا شکار نہ بنائے ارباب علم و دانش اسکے نسب پر تنقید نہ کریں اور

اس کا طریقہ اسلام نے بتایا!

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ (پارہ 4، النساء، آیت نمبر 3)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار

اور جو اس طریقہ باسلیقہ کو چھوڑ کر ایسے طریقے کو اپنائے جو باعث عار ہو تو اسکی اسلام یوں مذمت کرتا ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

(پارہ 18، النور، آیت نمبر 2)

ترجمہ: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

اب قارئین اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے ہوں گے کہ اسلام پیدائش کے باعزت عمل کی پذیرائی کرتا ہے تاکہ انسان باعزت طریقے سے جہان گیتی میں آئے۔

اب جو اسلام آنے سے پہلے اتنی عزت دیتا ہے وہ آنے کے بعد کتنی وفائیں کرتا ہو گا ؟

کوئی ہے جو اسکی وفاؤں کا مقابلہ کرسکے؟

اب اگر کسی کو یہاں بھی اپنی ہوس مقدم ہو اور کہے کہ ہمیں اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے دی جائے ہم جس کھیتی میں چاہیں منہ ماریں، اسلام، ہمیں زنا سے روکتا کیوں ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اسلام تیری وقتی اور مختصر ترین لمحات کی لذت سے صرف نظر کر کے تیرے اس عمل کے بعد پیدا ہونے

والے کو اس ایک لفظ کی تاحیات رسوائی سے بچانا چاہتا ہے جو اسے اس عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے پر بولا جائے گا اور وہ ہے

لفظ: حرامی:

ثانیا اگر تو اسلام سے زنا کی اجازت مانگتا ہے تو پھر اسلام سراپا عدل ہونے کی وجہ سے یہ اجازت تجھ تک محدود نہیں رکھے گا بلکہ یہ اجازت سب کو ملنی چاہیئے۔ اور سب کے ساتھ ملنی چاہیئے! اور اس بات پر کوئی راضی نہیں ہو گا کہ کوئی اسکی ماں یا بہن یا بیٹی سے زنا کرے۔ آخر کیوں راضی نہیں ہوتا؟ کیا عورت میں دل نہیں ہوتا؟ کیا تیری طرح اسکو آزادی نہیں چاہیئے؟

ارے نہیں بھائی اتنا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے

کیونکہ میں تیرے انکار سے سمجھ گیا ہوں کہ تیری غیرت کا مسلہ ہے۔۔ہے۔۔نا؟؟؟؟

بالکل ہے۔

اچھاتو جب تو اپنی عزت محفوظ دیکھنا چاہتا ہے تو پھر دل کے کانوں سے سن! اسلام سراپا عدل ہے اسلام سب کو برابر کے حقوق دیتا ہے کسی سرخ کو کسی کالے پر، کسی امیر کو غریب پر، کوئی برتری نہیں۔ غریب و امیر تیری اور میری سب کی عزت اسلام محفوظ کرنا چاہتا ہے اس لیے تیری وقتی لذت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

یہ تو جہان رنگ و بو میں وجود انسان کے ظہور سے پہلے کا معاملہ تھا۔ اب جب رحم مادر میں نطفہ قرار پکڑنے کی

صورت میں اس کے وجود کا ظہور ہوتا ہے تو ماں کیلئے 9 ماہ کی تکلیف بہت مشکل ہوتی ہے۔ اور اسے برداشت کرنا ہر کس و ناکس کا بس نہیں۔ مزید برآں اس کا برداشت کرنا عورت کے حسن پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے مغربی تہذیب کی عورتیں بچہ جننے سے کتراتی ہیں تاکہ حسن و جوانی بحال رہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ جب تک بیماری مجبور نہ کر دے عورت حمل کی حفاظت کرے۔

اسے بلا مجبوری ضائع نہ کرے۔ بلکہ اس کا حفظان عورت کیلئے اسلام کی نظر میں مقام و مرتبہ کی بلندی کا باعث ہے اور اسلام اسکی پذیرائی کرتا ہے۔ یہاں تک جہانِ گیتی میں آمد سے قبل کا معاملہ تھا۔ اب جب انسان بے بسی کی کیفیت میں دنیا میں روتا

ہوا آتا ہے اور اس کو قدرت اس قدر بھی نہیں ہوتی کہ کسب معاش کر سکے۔ اپنے طعام کا اہتمام بھی نہیں کر سکتا۔ اپنا مافی الضمیر بیان کرنے سے بھی قاصر ہے اعزاء و احباب کی سنگت بھی میسر نہیں ہوتی۔ تو اس قسم کے پرسی کے حال میں اسلام عورت کو حکم دیتا ہے۔

وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ (پارہ 26، الاحقاف، آیت نمبر 15)

ترجمہ: اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔

کہ عورت اس حال میں تیس مہینوں تک بچے کو سینے سے لگائے اور دودھ پلائے۔ یہ ہے اسلام کی وفاداری۔ اس حال میں کہ جب بندہ کسی عہدہ و منصب کے قابل نہیں۔ کسی

منفعت کا حصول اس سے فی الحال متصور نہیں۔ اسلام اسکی ماں کی ڈیوٹی لگاتا ہے۔ جو اسکی پرورش کرے اور اکیلی ماں ہی نہیں بلکہ اگر ماں کمزور ہے یا بیمار ہے اور دودھ نہیں پلا سکتی تو اسلام شوہر کی ذمہ داری لگاتا ہے کہ اس کے دودھ پلانے والی کا اپنے اخراجات سے انتظام کرے تاکہ دنیا میں آنے والا انسان بے قدر نہ سمجھا جائے۔ پھر جب بچہ بولنے کے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اسے اپنے معاشرے والوں سے آمنا سامنا ہو گا۔ لوگوں سے شب و روز اس کا ملنا بیٹھنا ہو گا۔ اب اسلام والدین کی ذمہ داری لگاتا ہے کہ وہ اپنے زندگی کے تجربات کی روشنی میں بچے کو اعلیٰ اخلاق سکھائیں اعلیٰ سوچ کا مالک بنائیں۔ گفت و شنید کے اصول سے آگاہ کریں تاکہ ہر آج

کا بچہ کل کو ایک باعزت اور باوقار شخصیت بن کر معاشرے میں ابھرے اور اس میں دوسرے ناخواندہ لوگوں کی تربیت کی صلاحیات بھی پیدا ہوں۔ یہ نوکر نہیں بلکہ لیڈر کی حیثیت سے معاشرے میں ظاہر ہو یہ سب کچھ اچھے اور اعلیٰ آداب سیکھنے سے ہو گا اور سب سے اعلیٰ آداب کا مرکز خالق کی کتاب قرآنِ حکیم ہے جو راہ بھٹکے ہوؤں کے لیے نشانِ منزل ہے۔ اندھیر نگریوں میں رہنے والوں کیلئے روشن چراغ ہے انسان کو انسانیت سکھاتی ہے علم و حکمت سے مالا مال کرتی ہے۔ جو اپنے قاری کے دل میں اترتی جاتی ہے۔ الغرض میں خالق کی اس بے مثال کتاب کی تعریف کرنے کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں۔

اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَہْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَ ۃِ الْقُرْاٰنِ (الصواعقُ المُحرقہ، المقصدُ الثانی فیما تضمنتہ تلک الآیۃ من طلب محبۃ آلہ، ص ۱۷۲)

ترجمہ: اپنے بچوں کو تین خصلتیں سکھائیں: اپنے نبی کی محبت، ان کے گھر والوں سے محبت، اور قرآن پڑھنا۔

حبِ نبی اس لیے کی نبی کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی رغبت ہو۔ حبِ اھل بیت اس لیے کہ اھل بیت سے زیادہ کون ہے جو رسول اکرم کے حالات سے واقف ہو؟ اس لیئے کہ اھل بیت شب وروز کے قریب رہنے والے ہیں اب اھل بیت کے اعمال بھی رسول اکرم کی اتباع حقیقی میں مشاھدہ بالعیان کے بعد صادر ہوئے۔ اھل بیت میں سب سے مقدم

ازواج ہیں اور ازواج کی سیرت تعلیم نسواں کے لیئے آئیڈیل

ہے اسی لیے خالق جل جلالہ نے فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پارہ 21، الاحزاب، آیت نمبر 32)

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

یعنی اے نبی کی گھر والیو ساری جہان کی عورتوں سے تم

جداگانہ مقام رکھتی ہو اس آیت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ تعدد

ازواج کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب یہ کہ عورتوں کے مزاج

مختلف ہوتے ہیں اس لیے خالق حکیم نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو

تعدد ازواج کا حکم فرمایا تاکہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ

میں جو تعلیم نسواں کی ضرورت تھی وہ بھی پوری ہو جائے ورنہ

عورتوں کے خاص مسائل میں رہنمائی بہت دشوار کن امر تھا

قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے حضرتِ انسان کی زندگانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں رہنمائی نہ کی ہو جس میں اصول نہ بنائے ہوں قبل از ولادت سے لیکر وفات کے بعد تک ہر معاملہ اسلام نے اپنی تعلیمات سے مزین کر دیا اور انسانیت کو بے راہ روی سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لانے کا سامان کر دیا غرض میں وفا کے موضوع کو تسلسل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اپنی ماسبق گفتگو کی طرف واپس آتا ہوں۔ قارئین! بات چل رہی تھی اچھے اخلاق و آداب کی تعلیم کی۔ تو ہاں سنیئے!

دین اسلام ان اخلاق کی رغبت انسان کو اس لیئے دیتا ہے کہ اس کا مقام و مرتبہ اہل علم و دانش میں بلند ہو۔

معاشرے کے معزز لوگوں میں اسکا شمار ہو۔ لوگ اس کی بداخلاقی دیکھ کر اس سے نفرت کرنے کی بجائے اس کے اعلیٰ اخلاق دیکھ کر اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور اسکے اچھے اخلاق اسے معاشرے میں فساد و دہشت گردی اور دیگر سنگین جرائم سے باز رکھیں ۔ تا کہ معاشرے کا امن و سکون بحال رہے۔

پھر جب انسان جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اور اسکے خیالات منتشر ہونے لگتے ہیں تو بندے کے پاس دو راستے ہیں یا تو ان منتشر خیالات کو ان کے حال پر آزاد چھوڑ کر معاشرے میں ایک برے کردار والا بنے گا یا پھر اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ اسلام دوسرے کردار کی پذیرائی کرتے ہوئے اس کا

حل بھی بتاتا ہے اور یہاں حکم دیتا ہے کہ

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ (پارہ4،النساء، آیت نمبر3)

ترجمہ: نکاح کرو جتنی عورتوں کی تمنا ہو (ایک) دو، تین یا چار۔

اس آیت مقدسہ میں واضح بیان ہے کہ اگر کسی کی خواہش ایک بیوی سے پوری نہ ہو تو دو کرلے دو سے بھی نہ ہو تو تین حتی کہ چار تک کر سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک کو طلاق ہو جائے یا مر جائے تو اس کا خلا بھی پر کیا جاسکتا ہے یوں کہ اسکی جگہ اور شادی کرلے لیکن کسی سے بغیر نکاح ازدواجی تعلقات قائم کرکے معاشرے میں بدکرداری کا نمونہ بن کر اپنی عزت کو داؤ پر نہ لگائے۔ یہ سب کچھ کس لیے ہے؟ اور کیا ہے؟ یہ

اسلام کی وفا ہے جو اسلام بندے کے ساتھ کرتا ہے۔

اسکے بعد اپنی اولاد کا معاملہ ہے اور اپنے والدین کا۔

اسلام کہتا ہے کہ جس طرح تیرے والدین نے تجھے اچھے اخلاق سکھائے تو اپنی اولاد کو بھی سکھا۔ تاکہ تیری اولاد کا بھی معاشرے میں مقام و مرتبہ بلند ہو۔ اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر کیونکہ انہوں نے تیرے لیے بہت مشقتیں برداشت کیں اور وہ تیرے محسن ہیں۔ اس حقیقت کو حقیقت پر مبنی خالق کی کتاب یوں بیان فرماتی ہے۔

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

(پارہ 15، بنی اسرائیل، آیت نمبر 23)

کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور جھڑکنا بھی نہیں۔ اور نرم لہجے میں ان سے بات کرنا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ (پارہ 15، بنی اسرائیل، آیت نمبر 23)

ترجمہ: اس کی ماں نے بڑی مشکل سے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور بڑی مشکل سے جنم دیا۔

جب ماں باپ نے تجھ سے اتنی بھلائی کی تو اسلام کہتا ہے کہ تو بھی ان کے ساتھ وفاداری کر۔ اور کل تیری اولاد بھی تیرا والدین کے ساتھ کیا ہوا اچھا برتاؤ دیکھ کر اچھا سبق حاصل

کرے گی۔ اب جب تو بوڑھا ہو جائے تو اسلام تب بھی تیرے ساتھ وفا کرتا ہے اور تیری اولاد کو تیری خدمت کرنے کا حکم فرماتا ہے جیسے تجھے دیا تھا۔

وفا کرے گا وفا پائے گا۔

قارئین! یہاں تک تو معاملہ تھا انسان کی زندگی میں اسلام کی وفاداری اور کرم نوازی کا۔ اب میں آخری مرحلہ وہ بیان کرتا ہوں کہ جس مرحلے میں کسی سے وفا کی امید جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ وفا کا اس مرحلے پر تصور ہی نہیں۔ لیکن اسلام تب بھی وفا ہی کرتا ہے۔ اور وہ مرحلہ ہے انسان کی موت کا۔ جب انسان مر جاتا ہے اور کسی قابل نہیں رہتا۔ اب مختلف مذاہب ہیں جو مختلف سوچ رکھتے ہیں کوئی کہتا

ہے اسکی چتا جلا کر راکھ کر دو۔ کوئی اس کو ٹکڑے کر کے کباب بنا کر کھا جانے کا قائل ہے، کوئی کچھ کوئی کچھ ۔ یہ سب معاملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بعد از موت دیگر مذاہب کی نظر میں انسان ایک بے قدر شے بن جاتا ہے۔ لیکن اسلام کی یہ خوبی ہے کہ اسلام انسان کو مرنے کے بعد بھی عزت و وفا ہی دیتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جب کوئی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کو عزت کے ساتھ غسل دو اور دوران غسل اس میں عیب دیکھو تو اس کو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اور اسکے بعد اسکو نئے کپڑوں کا کفن پہناو، خوشبو لگاؤ اور پھر بجائے جلانے کھانے کے اس کو باعزت طریقے سے عوامی اجتماع کی صورت میں اس دنیا سے اسکی رخصتی کی الوداعی تقریب یعنی نمازِ جنازہ کا اہتمام کرو۔ اور

اس تقریب میں شرکت ہر دوست دشمن امیر غریب ساری ناراضگیاں بھلا کر کریں۔ کیونکہ اب رنجشیں یہاں ختم ہو گئیں۔ اب جب یہ اس جہان کو خیر آباد کہہ رہا ہے تو اس کی آخری تقریب میں لوگوں کے سامنے اس کی عزت افزائی کرو۔ اور اس کے بعد اس کو باعزت طریقے سے چارپائی اپنے کندھوں پر اٹھا کر سوئے قبرستان لے چلو۔ اور اس کیلئے قبر کھود کر اس میں دفن کرو۔ اور دفن کیلئے ایسی جگہ کا انتخاب کرو۔ جہاں کوئی اس کی قبر کی بے حرمتی بھی نہ کرے۔ اور دفن کے بعد قبر پر نشان بنا دو۔ تا کہ پتہ رہے کہ یہاں قبر ہے۔ اور کوئی اس کے اوپر سے نہ گزرے۔ اس کے اوپر نہ بیٹھے۔

قارئین! اندازہ کریں کہ یہ کس قدر انتہائی درجہ کی

تکریم و عزت و وفا ہے حضرت انسان کے ساتھ۔ جو صرف اسلام کرتا ہے۔اس کے بعد اسلام کہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کو نہیں بھولنا۔ چنانچہ

خالق کی کتاب قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ28، الحشر، آیت نمبر10)

ترجمہ : اور جو بعد میں آئے وہ کہتے ہیں اے اللہ بخش دے ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کی حالت میں دنیا سے چلے گئے۔ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں ایمان والوں کا کینہ نہ ڈالنا۔اے ہمارے رب! بے

شک تو بڑا رؤف ورحیم ہے۔

اس آیت میں واضح، اسلام کی تعلیم موجود ہے کہ جب کوئی دنیا سے چلا جائے تو بعد والے اس جانے والے کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ یہ دعاؤں میں یاد رکھنے کی تاکید بھی اسی وفا کا ایک مرحلہ ہے اجتماعی اور انفرادی طور پر یاد رکھنے کی اسلام نے تعلیم دی۔ اس اجتماعی یادگار کیلئے ایصال ثواب، ختم قل، چہلم، عرس، برسی، الغرض ہر خطے میں مختلف ناموں سے ایک ہی مقصدِ یادگاری کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

یہ سب وفائیں کہاں سے ملتی ہیں؟

کون ان وفاؤں کا رہبر ہے؟

ان کا مکتب کونسا ہے؟

یہ مکتب اسلام کا مکتب ہے۔۔۔ آیئے۔۔۔۔ دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جایئے اور اس ابدی وفا کو اپنے دامن میں سمیٹ کر دوسروں کیلئے بھی خوشیوں کا سامان کرنے والے بن جایئے۔ کوئی لوجک اسلام کی لوجک سے بڑھ کر نہیں کوئی فلسفہ آج تک اسلام کے حقائق کو چیلنج نہیں کر سکا۔

اب آخر میں رسول اکرم ﷺ اے کے دو فرامین پر بات ختم کرتا ہوں۔

فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مُسلِم شریف، کِتاب الایمان، حدیث نمبر 284)

ترجمہ: جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

یہ فرمان عالی شان اخیر حد کی حیثیت رکھتا ہے وفا کے تقاضوں کی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام خود بھی

سراپا وفا ہے اور اپنے متبعین کو بھی سراپا وفا بننے کی ہی تعلیم دیتا ہے۔

دوسرے مقام پر رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

منافق کی 4 نشانیاں ہیں۔یعنی وہ شخص جو دعویٰ تو اسلام کا کرے لیکن اسلام اس کے دعوے کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے اسلام کا دامن بَری ہے۔اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

(صحیح بُخاری شریف، کِتاب الایمان، حدیث نمبر 34، نزھۃالقاری شرح بُخاری حدیث نمبر 32)

منافق کی چار علامتیں ہیں (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو، توڑ دے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۴) جب، جھگڑا کرے تو گالی دے۔

قارئین! یہ اسلام کا مزاج ہے، جو کہ اپنی ایک جداگانہ شائستہ تہذیب رکھتا ہے۔ جس میں وفا ہی وفا ہے جس میں ہمیشہ سچ بولنا ہے جس میں ہمیشہ اخلاقیات کا دامن پکڑے رکھنا ہے۔

آیئے میں آپکو اسلام سے وابستگی کی دعوت دیتا ہوں۔۔۔

* اسلام کا ادنیٰ خادم * مفتی محمد زاہد محمود مدنی

ساکن: چک نمبر 649 گ ب جڑانوالہ